Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

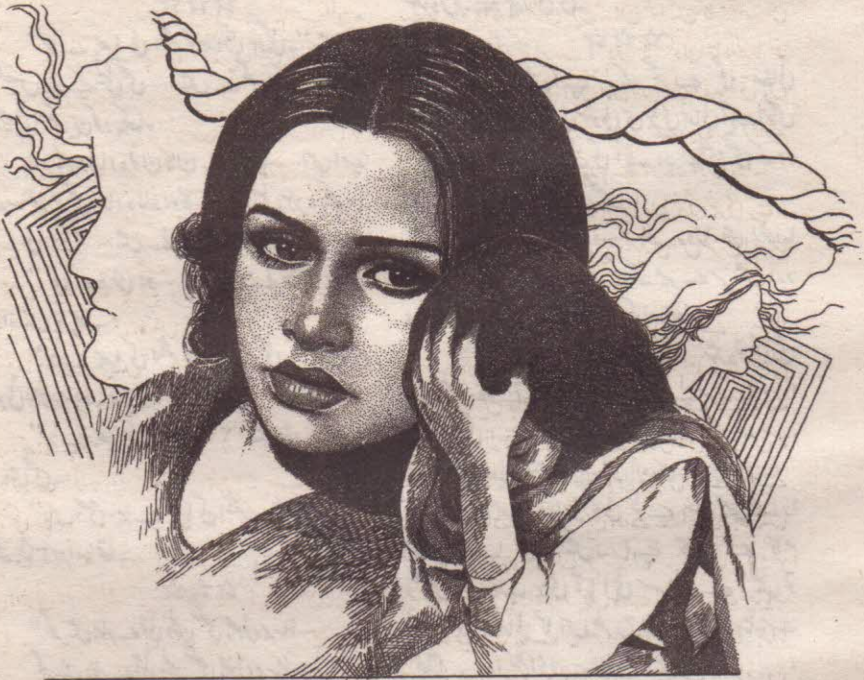

رسّی

عقیلہ حق

میرے قدم نہیں اٹھ رہے تھے...... بڑی مشکل سے اپنے وجود کو گھسیٹتی میں دروازے تک پہنچ ہی گئی اور آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی سارے گھر پر ایک عجیب اداسی کی چادر تنی ہوئی تھی۔ میں نے ایک لمحے کے لیے درو دیوار کو دیکھا...... کہیں میں غلط جگہ تو نہیں آگئی۔

میں خاموش وجود کو گھسیٹتی آگے بڑھی...... میری نظر خالی بیڈ پر پڑی...... میرے بڑے بھیا کا بیڈ خالی تھا...... وہ اسپتال میں تھے...... وہ دل کے مریض تھے۔

میں نے دوسرے کمرے میں دیکھا...... بکھرے بال اور اجڑے وجود کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگائے جو عورت بیٹھی تھی میرا دل ماننے کو تیار نہیں تھا کہ وہ میری

بڑی بھابی ہیں...... میری نظریں دوبارہ بھابی کے وجود پر ٹک گئیں......''

''بڑی بھابی......'' میرے منہ سے کپکپاتا ہوا نکلا۔

☆☆☆

''بڑے بھیا کی انجم کو طلاق ہوگئی۔'' میں جو آنکھیں بند کیے لیٹی تھی...... میں نے گھبرا کر موبائل کی جگمگاتی اسکرین کو دیکھا۔

اور پھر دوبارہ فون کان سے لگالیا...... اس امید کے ساتھ جو بھی سنا وہ غلط ہوگا...... دراصل منزہ کچھ اور کہہ رہی ہوگی...... میں نے سنا کچھ اور ہے۔

''کیا کہہ رہی ہو......؟'' میں نے پھنسی پھنسی آواز میں پوچھا۔

''بڑے بھیا کی انجم کو طلاق ہوگئی......'' میری چھوٹی بہن منزہ نے اپنی بات کو دُہرایا۔

''بڑے بھیا کی انجم کو......؟'' میں شدید حیرت زدہ سی تھی۔

''ہاں بھئی، بڑے بھیا کی انجم......'' منزہ کا لہجہ کچھ جتاتا ہوا سا تھا۔

☆☆☆

''گھر میں ہمارے آئی دلہن سکھی پھول برساؤ......
گھر میں ہمارے آئی دلہن سکھی پھول برساؤ......''

بڑے بھیا کی دلہن، نیلوفر بھابی گھر میں داخل ہو رہی تھیں...... اُن کا پھولوں سے استقبال ہو رہا تھا۔ سب لڑکیاں گا رہی تھیں اور ان آوازوں میں سب سے نمایاں آواز میری تھی۔

بڑے بھیا ہم چار بہنوں کے ایک ہی تو بھائی تھے۔ محبت کرنے والے، پُروقار، بڑے بھیا...... ہم چاروں بہنیں بڑے بھیا کو دل و جان سے چاہتے تھے تو بڑے بھیا بھی ہم کو بہنوں سے زیادہ بیٹیوں کی طرح ٹریٹ کرتے، میں ساتویں جماعت میں تھی جب بڑی بھابی نیلوفر ہمارے گھر کا حصہ بنیں۔ بڑی آپا کی شادی ہو چکی تھی اور چھوٹی آپا بی اے کر رہی تھیں، میں تیسرے نمبر کی اور سب سے چھوٹی منزہ...... جب سرخ گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھی بھابی کے برابر میں بڑے بھیا جا کر بیٹھے تو منزہ اُن کی گود میں تھی اور میں...... بڑے بھیا کے گھٹنے سے لگی جھک، جھک کر بڑی بھابی کو پُرشوق نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

☆☆☆

''بھابی میں آپ کے کمرے کی صفائی کردوں؟'' مجھے سانولی سلونی سی بڑی بھابی بہت اچھی لگتی تھیں۔ اور اچھا لگنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ میرے بڑے بھیا کی دلہن تھیں۔

''ہاں، ہاں کردو...... بلکہ روز ہی کردیا کرو...... لیکن آہستہ، آہستہ کیونکہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔'' بڑی بھابی کا لہجہ روکھا سا تھا۔

لیکن مجھے لہجوں کی کہاں پہچان...... میں تو اُن کی بات مکمل ہونے سے پہلے ان کے لیے سر درد کی دوا لینے بھاگی...... اور پھر کمرا صاف کرنے کے بعد جب تک بڑی بھابی سو نہیں گئیں میں اُن کا سر دباتی رہی۔

بڑی بھابی مزاجاً کافی نخرے والی تھیں۔ ذرا الگ تھلگ سی رہتیں۔ اپنے کام سے کام رکھتیں...... جب بڑی آپا اپنی سسرال سے آتیں تو انہیں بڑی بھابی کا اس طرح لیے دیے رہنا بہت کھلتا...... وہ اکثر امی سے شکایتاً کہتیں۔

''ضروری تو نہیں جو تمہاری سسرال میں ہوتا ہے وہی ہم بھی کریں۔'' جواب میں امی کا ایک جملہ بڑی آپا کو خاموش کردیتا کہ اپنی سسرال میں صبح سے شام تک وہ کاموں میں الجھی رہتیں اور جو ایک آدھ دن کے لیے میکے آتیں تو امی کو اکیلے کام کرتا دیکھ کر ان کے ساتھ لگ جاتیں۔

☆☆☆

میں نے ہاتھ میں پکڑی آئس کریم کو دیکھا......

بڑے بھیا روز آفس سے آکر مجھے اور منزہ کو آئس کریم دلوانے لے کر جاتے۔ میں بہت شوق سے بڑے بھیا کا ہاتھ تھامے آئس کریم کھاتے، کھاتے گھر آتی۔ لیکن اب...... اب بڑے بھیا میری آئس کریم

..... خود ہی لے آئے۔

''کھالو بیٹا.....'' امی نے مجھے جز بز ہوتے دیکھ کر کہا۔ اب بڑے بھیا روز شام کو بڑی بھابی کو لے کر واک پر چلے جاتے تھے۔ اور واپسی پر آئس کریم لیتے آتے تھے۔

''بیٹا بھابی اکیلے جانا چاہتی ہیں، بڑے بھیا اگر اُن کی بات نہیں سنیں گے تو وہ ناراض ہوجائیں گی۔'' امی نے مجھے بہلایا۔

اور میں نے سر جھکا کر آئس کریم کھانا شروع کردی کہ دل مانے یا نہ مانے لیکن بڑے بھیا کو کسی قسم کی پریشانی ہو، یہ بات مجھے کیا گھر میں کسی کو بھی برداشت نہیں ہوسکتی تھی۔

☆☆☆

شاید کچھ لوگوں کا خمیر ناشکری سے اٹھتا ہے اور بڑی بھابی کا شمار اسی قسم کے لوگوں میں ہوتا تھا..... بڑی بھابی کا سب بہت خیال رکھتے..... وہ گھر کے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتیں..... بڑے بھیا کے آفس جانے کے بعد یا تو وہ فون پر لگ جاتیں یا پھر اپنے میکے چلی جاتیں اور بڑے بھیا کے آنے سے پہلے واپس آجاتیں۔

امی خاموش رہتیں اور ہم سب کو چپ رہنے کی تاکید کرتیں..... وقت کچھ آگے سرکا تو بھابی رات کے کھانے میں امی کے ساتھ ہاتھ بٹانے لگیں کہ بھیا بھی موجود ہوتے تھے پھر بڑی بھابی کی گود میں ننھی سی گلابی سی پری آگئی۔ بڑے بھیا کو اپنی بہنوں سے بہت پیار تھا۔ شاید اللہ نے اسی لیے انہیں اوپر تلے دو بیٹیاں دے دیں..... بڑی بھابی کو اللہ سے بڑی شکایت تھی اور ہمارے گھر کا بچہ، بچہ بہت خوش.....

لیکن حقیقت میں کچھ لوگ ناشکرے ہی ہوتے ہیں اور بڑی بھابی کا شمار بھی ان ہی لوگوں میں ہوتا تھا۔ ہم سب بہت خوش تھے اور بھابی مسہری سے نیچے پیر نہیں اتارتی تھیں۔

پہلے تو بڑی بھابی امی کے ساتھ کام میں تھوڑا بہت میں ہاتھ بٹا بھی لیتی تھیں لیکن جب سے مریم اور انجم پیدا ہوئیں بھابی کا نخرہ اور مزاج آسمان سے باتیں کرنے لگا۔

بڑی بھابی کبھی گھر کا فرد نہیں بن پائیں۔ شاید انہوں نے کوشش ہی نہیں کی تھی۔ بڑے بھیا چپ چپ سے لگتے..... میرا دل چاہتا میں بڑے بھیا کے گلے لگ کر پوچھوں۔

''بڑے بھیا پہلے کی طرح ہنستے کیوں نہیں..... ہاتھ پر ہاتھ مار کر قہقہہ کیوں نہیں لگاتے.....''

لیکن اب میں بڑی ہوگئی تھی لحاظ..... اور شرم آڑے آتی..... میں اب بڑے بھیا کے پاس جاتی تو وہ خاموشی سے میرے سر پر ہاتھ رکھ دیتے..... اور میں بہت ساری باتیں کہنے کی خواہش رکھنے کے باوجود ان سے کہہ نہیں پاتی۔ میں اسکول سے کالج میں آگئی..... چھوٹی آپا کی بھی شادی ہوگئی۔ ابا اکثر بیمار رہنے لگے۔ امی خاموش رہتیں اور بڑے بھیا..... اپنی دنیا میں مگن مگر خاموش.....

☆☆☆

''خواہ مخواہ آپ کے گھر والے ڈرامے بازی کرتے ہیں، کوئی آپ سے محبت وحبت نہیں ہے کسی کو..... ارے محبت ہوتی تو اس طرح پیروں میں زنجیریں باندھ کر تو نہیں رکھتے..... آپ کی دونوں بہنیں سسرالوں میں عیش کر رہی ہیں اور میں دو، دو بچوں کے ساتھ ایک کمرے میں رہتی ہوں..... رات دن چولھے میں گھسی رہتی ہوں۔ ارے دونوں بڑی تو بڑی آپ کی تو چھوٹی بہنیں بھی بہت زبان دراز ہیں، سارا دن پڑھتی ہیں اور نہ لکھتی لیکن دکھانے کے لیے کتابوں میں سر دیے بیٹھی رہتی ہیں۔''

''لیکن.....'' بڑے بھیا نے کچھ بولنا چاہا۔

''لیکن ویکن بند کریں..... ارے یہ سب ڈراما ہے، آپ کو دیکھتے ہی اس طرح کاموں میں لگ جاتی ہیں جیسے سارا دن بیچاریاں یہی کام کرتی رہی ہیں۔''

انہوں نے ٹھنڈی سانس بھری۔

''سچ کہتے ہیں لوگ ساس، ساس ہوتی ہے اور

ماں، ماں ہوتی ہے۔ آپ کی امی جان کے فرمودات میرے بارے میں کچھ اور ہیں اور اپنی بیٹیوں کے بارے میں کچھ اور......"

"امی آپ رہنے دیں...... میں نے کوفتے کا سالن پکا دیا ہے، شامی کباب بھی تیار کر کے ڈیپ فریزر میں رکھ دیے ہیں کچھ اور بتا دیں وہ بھی پکا دوں گی تا کہ آپ کو کچھ سہولت تو ہو جائے۔" بڑی آپا جو سارا دن کے لیے آئی ہوئی تھیں امی سے مخاطب تھیں۔

بڑی آپا اور چھوٹی آپا جب بھی ایک دو دن کے لیے رہنے آتیں امی کے ڈھیروں کام نمٹا جاتیں۔ چھوٹی آپا مشین لگا لیتیں، کپڑے دھوتیں، الماریاں صحیح کرتیں تو بڑی آپا کچن سنبھال لیتیں۔ اور میرے اور منزہ کے مزے آ جاتے۔ ہم دونوں آرام سے اپنے ادھورے اسائنمنٹ مکمل کرتے لیکن......

"سن رہے ہیں ناں آپ۔" بڑی بھابی کی آواز مجھ کو حقیقت کی دنیا میں کھینچ لائی۔ "اب یہ نہیں ہو سکتا اُن دونوں چھوٹی نکمیوں کے ساتھ، ساتھ میں ان دونوں بڑی مہارانیوں کے سامنے بھی کھانا ٹرے میں لگاؤں۔ حد ہوتی ہے زیادتیوں کی بھی......" میں جو بڑے بھیا اور بھابی کو کھانے کے لیے بلانے آئی تھی۔ ان کے کمرے سے آتی آوازوں کو سن کر جیسے پتھر کی ہو گئی۔

اور پھر میں خاموشی سے پلٹ گئی...... کبھی کبھی دل چاہتا ہے ناں کہ کاش ہم اندھے، گونگے اور بہرے ہو جائیں...... ہے ناں......!

☆☆☆

"رک جاؤ...... کھانا کھا کر چلی جانا......" بڑی بھابی نے مجھے چادر اوڑھتے دیکھ کر او پری دل سے کہا۔

پتا نہیں کیسے دل اتنے تنگ ہوئے کہ ابا کا گھر بڑی بھابی کو چھوٹا لگنے لگا...... بڑے بھیا کی اوپر تلے دو بیٹیاں ہو گئیں...... تو پھر بڑی بھابی نے الگ گھر کی ضد باندھ لی...... امی اور ابا نے خاموشی سے بڑے بھیا کو الگ کر دیا۔ جس دن بڑے بھیا کا سامان ٹرک پر لدا...... اس دن میں بہت پھوٹ، پھوٹ کر روئی......

بڑے بھیا میرے لیے کیا تھے...... یہ تو بڑے بھیا بھی نہیں جانتے تھے۔

ابا نے بڑے بھیا کے الگ رہنے کو سہنا چاہا لیکن وہ ابا کے دوست بھی تو تھے۔ لاشعوری طور پر بڑے بھیا کی واپسی کے وقت ابا کی آنکھیں وال کلاک پر ٹھہر سی جاتیں اور پھر ایک رات سینے میں اٹھنے والا درد ہم سے ہمارے ابا کو چھین کر لے گیا۔

☆☆☆

بڑے بھیا کی آمدنی معقول تھی لیکن بڑی بھابی کے شاہانہ خرچوں کی وجہ سے وہ ہر وقت پریشان رہتے۔ ابا کے انتقال کے بعد بڑے بھیا نے بہت چاہا کہ ہم سب ایک بار پھر ایک چھت تلے مل کر رہیں لیکن بڑی بھابی نہیں مانیں۔

☆☆☆

کچھ عورتیں دل میں سسرال والوں کے لیے ایک نہ سمجھ میں آنے والی کدورت لے کر ہی آتی ہیں اور اس کدورت کو سسرال والوں کے اچھے رویے، مخلصانہ برتاؤ اور صلح جوئی کے باوجود کم کرنے کے بجائے اپنے دلوں میں رائی کا پہاڑ بنائے رکھتی ہیں۔ اور وہ اپنے دلوں کا میل اور کدورت اپنی اولادوں میں ضرور منتقل کرتی ہیں اور اولادوں کے دل میں زہر اتارتے وقت وہ یہ بات بھول جاتی ہیں کہ سسرال والوں کی مخالفت میں وہ اولاد کو چھری بنا رہی ہیں...... اور چھری کا کام ہے کاٹنا...... پھر چھری یہ نہیں دیکھتی کہ وہ کس کو کاٹ رہی ہے۔

اور بڑی بھابی کا شمار بھی عورتوں کے اس طبقے سے تھا...... جو گندی مکھی کی طرح صرف زخم پر ہی آ بیٹھتی ہے۔ بھابی کو بھی سفید کاغذ پر صرف ایک کالا نقطہ نظر آتا...... بڑا سا سفید کورا کاغذ انہیں کبھی نظر نہیں آیا۔

بھابی رات دن چھوٹی، چھوٹی بچیوں سے بڑی، بڑی برائیاں کرتیں...... ان کی ننھی، ننھی سماعتوں میں ڈھیروں زہر انڈیلتیں ہمارا کبھی بڑی بھابی سے جھگڑا نہیں ہوا کیونکہ جھگڑا وہاں ہوتا ہے جہاں دو فریق اپنے،